JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

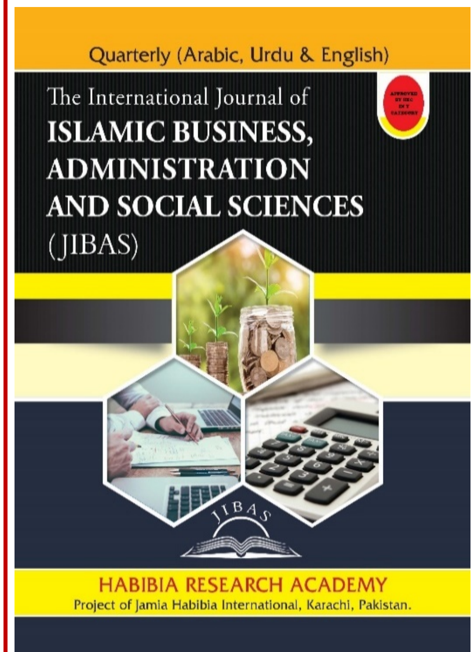

TOPIC:

THE TRADITION OF LETTERS IN MYSTICAL LITERATURE IN THE CONTEXT OF NAQSHBANDI CHAIN

ادبیات تصوف میں مکتوبات کی روایتسلسلہ نقشبندیہ کے تناظر میں

AUTHORS:

1. *Dr. Anwar Ullah, Lecturer, Dept. of Islamic Studies, University of Okara, Okara Email ID: Dr.anwarullah@uo.edu.pk , Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-2487-4020*
2. *Abdul Rahman, Mphil Scholar, Dept. of Islamic Studies, University of Okara, Okara Email ID: abdulrehmanlokara13@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0009-0004-3304-8198*
3. *Muhammad Akram Qari, Mphil Scholar, Dept. of Islamic Studies, University of Okara, Okara Email ID: muhammadakramq@gmail.com Orcid ID: https://orchid.org/0009-0005-9323-1661*

How to Cite: *Anwar Ullah, Abdul Rahman, and Muhammad Akram Qari. 2023. "THE TRADITION OF LETTERS IN MYSTICAL LITERATURE IN THE CONTEXT OF NAQSHBANDI CHAIN: ادبیات تصوف میں مکتوبات کی روایتسلسلہ نقشبندیہ کے تناظر میں". International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 3 (1):25-40.*
URL: https://jibas.org/index.php/jibas/article/view/99.

Vol. 3, No.1 || January –March 2023 || P. 25-40
Published online: 2023-03-30

QR. Code

THE TRADITION OF LETTERS IN MYSTICAL LITERATURE IN THE CONTEXT OF NAQSHBANDI CHAIN

ادبیات تصوف میں مکتوبات کی روایتسلسلہ نقشبندیہ کے تناظر میں

Anwar Ullah, Abdul Rahman, Muhammad Akram Qari,

ABSTRACT:
The early pioneers of Islamic preaching were the Companions (Allah be pleased with them) of the Holy Prophet (peace be upon him). Afterward, there came Sufis who spread the message of Islam. They did this wonderful job with sincerity and devotion. The Sufis used every medium at their disposal to convey the immortal message of Islam to the creatures of Allah, which was in tune with the modern requirements of the time. This research paper examines the preaching style of Naqshbandi Sufis. It also investigates how Naqshbandi Sufis used letters as an effective tool for social reform, spiritual training of the people, and Islam propagation. This article will help future researchers of mystical systems to research and analyze the various propagational aspects of current Sufi chains.

Keywords: *Mysticial litrature, Letters of Sufi saints, Preaching tools, Naqashbandi Sufis*

دعوت الی الحق اور معاشرے کی اصلاح کے لیے بزرگان دین کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ہر جہت سے نبوی منہج کو اختیار کیا جائے تاکہ مطلوبہ مقاصد کے حصول میں آسانی رہے۔ دعوت و تبلیغ جو ہر مسلمان کا بالعموم اور اہل علم و معرفت کا بالخصوص فریضہ ہے اس کا اظہار ہر عہد میں اپنے اپنے عرف کے مطابق اختیار کیا گیا لیکن چند طریقے ہر زمانے اور ہر خطے میں مشترک نظر آتے ہیں جن میں تقریر، تدریس اور تصنیف نمایاں جہات ہیں اسی طرح تصنیف و تالیف میں اگر دیکھا جائے تو اس کی ایک اہم صنف مکتوب بھی رہی ہے۔ دعوت دین اور اصلاح فکر و عمل کے لیے مکتوب سنت رسول بھی ہے قرآن کریم میں حضرت سلیمان کے مکتوب کا ذکر ہے جو آپ نے ملکہ کی طرف ارسال کر کے اسے راہ حق کی طرف بلایا[1]۔ اسی طرح عہد رسالت مآب اور عہد صحابہ میں مکتوب نگاری ابلاغ کا موثر ترین ذریعہ رہا ہے حالات و واقعات کے تناظر میں مکتوبات کی مختلف جہات اور اثرات سامنے آئے جس سے مکتوب کی اہمیت کا اندازہ لگانا مشکل امر نہیں۔

مکتوب سے مکتوب نگار کے سماجی، ثقافتی، سیاسی، مذہبی اور ملی رجحانات سے جہاں آگاہی حاصل ہوتی ہے وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس کے مکتوب کی غرض وغایت، مکتوب الیہ سے اس کے تعلق کی جہات اور معاملات کی نوعیت کا بھی ابلاغ ہوتا ہے۔

ذرائع ابلاغ کے اس موثر ذریعہ کی دور جدید میں بھی اہمیت کم نہیں ہوئی۔ مسلم تاریخ میں جہاں حکام وعمال کے ریاستی امور چلانے کے لیے مکتوبات و مراسلات کی ترسیل اگر معمول رہا ہے تو وہاں اہل علم و دانش کا دعوتی و اسلامی امور کے لیے مکتوبات تحریر کرنا بھی مختلف ادوار میں ان کی روایت رہی ہے۔ مکتوبات کی تاریخ میں جن مشاہیر کے مکتوبات کے فرد اور معاشرے پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہوئے ان کو تاریخ میں ایک خاص اہمیت حاصل رہی ہے چند ایک حسب ذہل ہیں: مکاتیب غزالی، مکتوبات جلال الدین رومی، مکتوبات

عبد القادر جیلانی، مکتوبات معین الدین چشتی، مکتوبات شیخ حمید الدین ناگوری، مکتوبات شیخ بو علی قلندر، مکتوبات شیخ شرف الدین یحیی منیری، مکتوبات امیر ازامیر کبیر سید ہمدانی، مکتوبات اشرفی از سید اشرف جہانگیر سمنانی، مکتوبات سید محمد بندہ نواز گیسو دراز، مکاتیب گلزار ابرار از شیخ نورالدین معروف بہ قطب عالم، مکاتیب جہانیاں جلال الدین بخاری، مکتوبات خواجہ عبید اللہ احرار، مکتوبات شیخ عبد القدوس گنگوہی، مکتوبات شریف از خواجہ باقی باللہ، مکتوبات کلیمی از شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی، مکتوبات امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی، مکتوبات شیخ محمد معصوم، مکتوبات فارسی از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مکتوبات مرزامظہر جان جاناں، مکتوبات احمد رضاخان بریلوی[2]

مندرجہ بالا مکتوبات کی نہ صرف اپنے عہد بلکہ بعد کے زمانوں میں بھی افادیت مسلمہ رہی ہے ان کے تراجم و شروحات ہوئے اور ان بزرگوں کے مکاتیب سے تشنگان علم مسلسل مستفید ہو رہے ہیں۔

سلسلہ نقش بندیہ کے مشائخ نے ہر عہد اور ہر خطے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے جو مخلصانہ اور مجاہدانہ مساعی سرانجام دی ہیں وہ دعوت الی الحق کی تاریخ کا روشن باب ہیں نامساعد حالات کے باوجود بھی مشائخ نقشبند نے چراغ مصطفوی سے دہر میں اجالا کرنے کی طریقت کو جاری رکھا۔ زیر نظر مقالہ میں صوفیائے نقشبند کے مکتوبات، اسلوب و نگارش، موضوعات کی جہات اور اثرات کے حوالے سے بات کی جارہی ہے۔ ان میں حسب ذیل مشائخ کے مکتوبات کا ذکر کیا جارہا ہے:

۱۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی (م:۱۶۰۳)

۲۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (م:۱۶۲۴)

۳۔ حضرت میرزامظہر جان جاناں (م:۱۷۸۰)

۴۔ شیخ قاضی ثنااللہ پانی پتی (م:۱۸۱۰)

۵۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی (م:۱۸۲۴)

مذکورہ بالا مشائخ نقشبند نے تقریباً چار صدیوں سے زائد عرصہ کے دورانیہ میں نہ صرف ادبیات تصوف میں مکتوب نگاری کو فروغ دیا بلکہ اپنے مقاصد کے حصول میں تحریر کی اس صنف سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اس کے ذریعے احقاق حق سے کام لے کر اپنے مریدین، تلامذہ اور معتقدین کی اس حوالے سے بھی تربیت کی۔ ذیل میں زمانی ترتیب کے لحاظ سے ان مشائخ کا ذکر کیا جارہا ہے۔

۱۔ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی (م:۱۶۰۳): حضرت خواجہ باقی باللہ، جنوبی ایشیا میں سلسلہ نقشبندیہ کے موسس اعلی ہیں آپ عہد اکبری میں بلخ (افغانستان) سے یہاں تشریف لائے۔ آپ کو شاہ نقشبند حضرت شیخ بہاالدین سے نسبت اویسی سے حاصل تھی مگر آپ کی ظاہری بیعت حضرت خواجہ محمد مقتدی امکنگی سے تھی جن کی ہدایت پر آپ ہندوستان تشریف لائے۔ پہلے ایک برس آپ لاہور میں مقیم رہے[3] اور پھر دہلی میں باقاعدہ خانقاہ تعمیر کی یہ خانقاہ دہلی میں دریائے جمنا کے کنارے قلعہ فیروز آباد میں واقع تھی[4]۔

آپ کے روحانی و علمی کمالات کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں آپ اہل فکر و نظر اور عوام الناس کا مرجع بن گئے حکومتی و عوامی، فکری و عملی کجرویوں سے معاشرہ کو پاک کرنے کے لیے آپ نے اپنی مومنانہ فراست سے بھرپور طریقے سے کام لیا۔ خانقاہ میں اصلاح احوال کے علاوہ آپ کے ملفوظات، شاعری اور مکتوبات نے عہد اکبری میں ہونے والی خرابیوں کے انسداد میں موثر کردار ادا کیا۔ آپ کے خلفا میں نمایاں نام یہ ہیں: امام ربانی مجدد الف ثانی، خواجہ حسام الدین، شیخ مرتضے سنبھلی، شیخ طاہر بدخشی، ملا جمال الدین تلوی، میر محمد طاہر ہروی، شیخ تاج الدین سنبھلی، اور خواجہ محمد قلیج خان بہادر۔[5]

آپ کے مکتوبات، مکتوبات شریف کے نام سے شائع ہو چکے ہیں آپ کے کل ستاسی (۸۷) مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے احباب، خلفا اور مریدین کو لکھے ہیں کچھ مکتوبات کا ذکر حضرات القدس اور زبدۃ المقامات میں بھی ملتا ہے[6]۔ حضرت خواجہ اپنے مکتوبات میں مریدین کو ان کے حسب حال مختلف اعمال و عملیات کے سرانجام دینے اور خاص کیفیات کے حصول کے لیے کافی امور سے پرہیز بھی تجویز کرتے ہیں اسرار طریقت، تزکیہ کے رموز اور اشارات کے علاوہ آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کے ساتھ صالحین کے ساتھ تمسک کرتے نظر آتے ہیں۔ اپنے خلیفہ شیخ تاج الدین کے چند امور پر مشورہ طلب کرنے پر لکھتے ہیں:

آپ اپنے دل سے فتوی طلب کریں خواہ اور مفتی کچھ کہیں جو کچھ آپ کے الہام قبول کرنے والے دل میں آجائے وہی درست اور راہ راست ہے اس کے علاوہ استخارہ بھی مسنون طریقہ ہے اور جو عجیب و غریب خوابیں آپ نے لکھی ہیں اپنے تجربہ کی روح سے معلوم ہوا ہے کہ کبھی کبھی جسمانی قوتوں کی کمزوری بھی ایسے خوابوں کا باعث ہوا کرتی ہے مثلاً اگر کوئی شخص خواب میں کسی کو مردہ دیکھے تو گویا اس نے اپنی طبیعت کو دیکھا ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ اس شخص کو اس وقت اپنی طبیعت اور ضعف کے موافق اس راہ کے ساتھ مناسبت حاصل ہوئی ہو گی اللہ تعالی اپنی حفاظت و نگہبانی میں رکھے ان شاءاللہ کوئی ڈر نہیں۔ نیز بعض مقامات کی نسبت موت کے ساتھ ہے اس مقام میں افادہ کی صفت سالک سے دور ہو جاتی ہے **من زار حیا ولم یرزق منه شیا فکانما زار میتا** (جس شخص نے کسی زندہ شخص کی زیارت کی اور اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو گویا اس نے مردہ کی زیارت کی۔[7]

الجھنوں، پریشانیوں کا تعلق حالت بیداری سے ہو یا خوابوں سے، ظاہر سے ہو یا باطن سے، حضرت خواجہ ایک حکیم حاذق کی طرح سالکان راہ طریقت کے مزاج، طبائع اور استعداد کو سامنے رکھتے ہوئے اس طرح علاج فرماتے کہ نہ صرف مرض دور ہو تا بلکہ روحانی و فکری توانائی بھی حاصل ہوتی۔ اسی طرح شیخ تاج الدین جو آپ کے خلیفہ تھے کے نصائح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ راہ حق کے سالک کے لیے سب سے اول لازم ہے کی توجہ خالص کرے اور اپنے عقیدہ کو اہل سنت و جماعت کے موافق کرے چونکہ ان باتوں کا حاصل ہونا علم پر موقوف ہے اس لیے ایسے کامل علما کی خدمت میں رہنا چاہیے جن کے عمل خالص اور اعتقاد پاکیزہ ہوں تاکہ حتی المقدور ضرورت کے موافق اپنے دین اور ملت کی تحقیق کرتا رہے۔ حقیقت کا ہونا جذب اور کشش پر موقوف ہے اور جذب

اور کشش اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب تجھے محبوب کی صفت سے موصوف کریں۔ یہ بخشش اور عطیہ سید الاولین والآخرین کی ظاہری وباطنی متابعت پر موقوف ہے اللہ تعالی فرماتا ہے؛قل ان کنتم تحبو ن اللہ فا تبعو نی یحببکم اللہ(اے حبیب:لوگوں کو کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کے محب ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ تعالی تم کو اپنا محبوب بنالے گا)اگر کبھی غفلت آجائے تو اس کو بڑا گناہ جانے اور بہت غمناک اور بے قرار ہو جائے اور اس غم والم کی حالت میں اللہ تعالی کے حضور میں بڑے درد کے ساتھ روئے تا کہ اللہ تعالی بشریت کی بری صفتیں تجھ سے دور کر دے اور چاہیے کہ ہمیشہ عاجز، خاکسار اور بے چارہ بنا رہے تا کہ بے چاروں کی دعا قبول کرنے والا تیرا کام بھی بنادے تجھے چاہیے کی کسی پر اعتراض نہ کرے کسی کے دل کو نہ ستائے اللہ تعالی کے دوستوں کی محبت کو دونوں جہان کی سعادت جانے تجھے چاہیے کہ جاہل صوفیوں کی مجلس سے دور رہے۔"(8)

مکتوب کا اسلوب، جملے، تراکیب الفاظ، سب کچھ ہی مزاج شریعت کے مطابق ہے حیات انسانی کی تین بنیادی جہات صحیح عقیدہ، عمل خالص اور سماجی معاملات کی درستگی، کا بیان کر کے کس طرح احوال ظاہری و باطنی کی اصلاح کا فریضہ ادا کیا جارہا ہے مکتوب الیہ کے ساتھ اخلاص ومحبت اور ہمدردی، اس کی دنیاو آخرت سنور جانے کی فکر بھی مکتوب سے عیاں ہے۔

۲۔حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی(م:۱۶۲۴)

جنوبی ایشیا میں آمریت، بادشاہت اور مطلق العنانیت کی فکر باطل کا رخ موڑنے والا سرمایہ ملت کا نگہبان، حضرت شیخ احمد سرہندی، جنہوں نے مکمل شرح وبسط کے ساتھ اسلامی نظام حکومت وریاست کا تصور دیا ملت اسلامیہ اور ملت کفر کے افکار کو الگ الگ واضح کر کے دو قومی نظریہ کی حقیقی معنوں میں تفسیر کی اور شاہی مزاج کی نخوت وگھناونے تیور کے آگے سینہ سپر ہو کر احقاق حق کا پھریرا لہرایا وہ حضرت شیخ احمد سرہندی ہی کی ذات والاصفات تھی۔ آپ کی ولادت باسعادت ۹۷۱ھ کو سرہند میں ہوئی آپ کے والد ماجد شیخ عبد الاحد معروف صوفی شیخ عبد القدوس گنگوہی کے مرید تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب سے ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ہی سے حاصل کی پھر مزید علوم دینیہ کے لیے سیالکوٹ تشریف لے گئے جہاں حضرت شیخ کمال کشمیری، جو علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی کے بھی استاد تھے، سے حدیث، فقہ اور تفسیر کے ساتھ عربی زبان و ادب کا مطالعہ بھی جاری رکھا تعلیم سے فراغت کے بعد سرہند واپس تشریف لے آئے اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا جہاں آپ نے مسجد اور حویلی تعمیر کروائی۔ اپنے والد ماجد سے سلسلہ چشتیہ کے علاوہ سلسلہ سہروردیہ اور قادریہ میں بھی داخل ہو چکے تھے لیکن ابھی تک طبیعت مضطرب تھی تو اپنے دوستوں میں سے مولانا حسن کشمیری کے توسط سے دہلی میں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ سے ملاقات ہوئی اور سلسلہ نقش بندیہ میں اجازت وخلافت حاصل کی۔(9)

حضرت شیخ احمد سرہندی کا عہد فکری اضطراب کا دور تھا علمائے سو اور نام نہاد صوفیہ نے صلح کلی کے خبط میں مبتلا ہو کر حکمرانوں کا ہم نوا اور ہم نوالہ بن کر اسلامی فکر وتہذیب کی دھجیاں اڑانے میں مصروف تھا۔ جبہ ودستار میں ملبوس اسی طرح کے علما وصوفیاء کی تائید نے اکبر

کے ذوق الحاد کو توانا کیا اور وہ دین الٰہی کا تجربہ کرنے کی خاطر تمام اسلامی واخلاقی حدود کے پار کر رہا تھا۔ اکبر کی اس پالیسی کو ابتدا میں جہانگیر نے بھی اپنایا۔ اس عہد میں کوئی ایسی توانا آواز بلند نہ ہوئی جو اکبر کو سرکاری طور پر باطل افکار کو فروغ دینے سے روکتی۔ جہانگیر نے بھی جب اس رسم بد کو جاری رکھنے کا عزم ظاہر کیا تو حضرت شیخ احمد سرہندی سے یارائے ضبط نہ رہا اور آپ نے حکومتی و سرکاری طور طریقوں کے ساتھ علمائے سو کی ریشہ دوانیوں پر کاری ضرب لگائی۔

آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا گیا۔ قید و بند کا یہ سلسلہ ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو چنانچہ اسی دوران آپ نے اپنے مراتب روحانی میں بالخصوص ترقی کی، جس کا اظہار آپ نے اپنے مکتوبات میں بھی کیا ہے زندان گوالیار ہی میں کئی ایک غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور کئی ایک مجرموں نے صدق دل سے توبہ کی۔ بعد میں جہانگیر اپنے فعل پر نادم ہوا اور آپ کو رہا کر دیا۔(10)

رہائی کے بعد جب آپ کو اس انتخاب کا موقع دیا گیا کہ جہاں چاہیں رہیں تو آپ نے زیادہ وقت فوج کے ساتھ گزارنے کی خواہش کا اظہار کیا اس عہد میں شیخ مجدد نے اپنی جملہ تصانیف بالخصوص مکتوبات تحریر کئے آپ کے مکتوبات کے ذریعے نہ صرف جنوبی ایشیا بلکہ ادبیات تصوف میں تحریر کی اس صنف کے ذریعے فلاح وصلاح کی جہت میں یاران طریقت کو ایک ولولہ تازہ عطا ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ شیخ مجدد سے قبل بھی اس خطے میں مکتوب نگاری کا فن معروف تھا۔ لیکن حضرت کے مکتوبات کی جامعیت، ندرت بیانی، سلاست و بلاغت ،جمال فکر، حسب حال اور حسب منصب الفاظ و تراکیب کا استعمال اور بین الاقوامی سطح پر پذیرائی نے مکتوب نگاری کی اہمیت کو دوچند کر دیا اگر یوں کہا جائے کی فاصلاتی تعلیم اور تعلیم بذریعہ خط و کتابت کی بنیاد رکھنے والے اور اس فن کے اس خطے میں امام حضرت شیخ مجدد ہی ہیں تو مبالغہ نہ ہو گا آپ کے مکتوبات کی مزید جہات واسلوب ملاحظہ ہو:

آپ کی سب سے بڑی علمی خدمت آپ کے مکتوبات ہیں، جو تین دفاتر پر مشتمل ہیں (دفتر سوم بالخصوص اہم ہے) اور جن کی آپ کی زندگی میں اتنی قدر و منزلت ہوئی کہ ان کی نقلیں ہندوستان اور ہندوستان سے باہر دوسرے ممالک میں پھیل گئیں۔ غالباً یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ مثنوی مولانا روم کے بعد مکتوبات ہی حقائق و معارف اور اسرار شریعت و طریقت کا خزینہ ہے جن سے الحاد وزندقہ ،بدعت وضلالت کا قلع قمع ہوتا ہے اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ مکتوبات کا مطالعہ خالص علمی نہج پر کیا جائے۔ اگر ایسا ہو تو اس سے اسلامی تعلیمات، تاریخ تصوف اور نفسیات مذہب کے متعلق اہم نکات منکشف ہوں گے۔ مکتوبات کا انداز علمی بھی ہے اور واعظانہ وخطیبانہ بھی، زبان موثر اور شیریں ہے اور اسلوب نہایت سلجھا ہوا ہے(11)

مکتوبات امام ربانی کے نام سے معروف حضرت شیخ مجدد کے مکتوبات، جو اصل فارسی زبان میں ہیں کے عہد حاضر میں متعدد زبانوں میں تراجم بھی ہو چکے ہیں کے تین دفتر ہیں:

ا۔ دفتر اول: اس میں تین سو تیرہ (۳۱۳) مکتوبات ہیں اور یہ در المعرفت کے نام سے موسوم ہی جن کو شیخ مجدد کے مرید خاص

خواجہ یار محمد بدخشی نے مرتب کیا۔

۲۔ دفتر دوم: اس میں ننانوے (۹۹) مکتوبات ہیں اس کا تاریخی نام نور الخلائق ہے اس دفتر کو حضرت خواجہ عبد الحئی نے مرتب کیا۔

۳۔ دفتر سوم: اس دفتر میں ایک سو چودہ (۱۱۴) مکتوبات ہیں بعد میں مزید دس کے اضافے کے ساتھ تعداد ایک سو چوبیس (۱۲۴) ہو گئی یہ دفتر معرفت الحقائق سے موسوم تھے اس کو میر محمد نعمان اور خواجہ محمد ہاشم کشمی نے مرتب کیا۔(12)

شیخ مجدد کے کل ۵۳۶ مکتوبات میں ۲۲ مکتوبات عربی زبان میں ہیں اس سے اس بات کا ادراک ہو جاتا ہے کہ شیخ مجدد کی ذات علوم و معارف کا گنجینہ تھی کہ نہ صرف اپنے عہد کے مروجہ علوم بلکہ مکمل اسلامی علمی ورثہ کے شناور تھے اور پیش آمدہ مسائل کی اصلاح کے لیے عربی وفارسی پر کامل دسترس کے ساتھ اظہار حق مختلف صورتوں میں فرماتے تھے جس کی ایک جہت آپ کے مکتوبات ہیں۔

ہر دفتر میں مکتوبات کی ایک خاص تعداد کا عدد شیخ مجدد کے فکری میلان اور طبعی ذوق کا عکس جمیل ہے۔

پہلا دفتر جو ۳۱۳ مکتوبات پر مشتمل ہے اس عدد کی نسبت پیغمبران مرسل اور اصحاب بدر کی طرف ہے دوسرا دفتر جس میں ۹۹ مکتوبات ہیں وہ اللہ تعالی کے ننانوے صفاتی اسمائے کرام کی نسبت سے ہے اور تیسرا دفتر جس میں ۱۱۴ مکتوب ہیں جو قرآنی سورتوں کی تعداد کی نسبت سے ہے۔(13)

دین اسلام کی اساس توحید، رسالت اور صحابہ کرام کا اسوہ ہے شیخ مجدد اکبری عہد ظلمت میں توحید، رسالت اور اصحاب رسول سے اپنی نسبتوں کا تعلق مختلف جہات سے کرتے نظر آتے ہیں جس کی ایک جہت یہ ہے۔ رام اور رحمن کا فرق ختم کرنے والوں کی فکر باطل کا رد بلیغ کرتے ہوئے آپ نے ہروی رام ہندو کی طرف اس کے خطوط کے جواب میں تحریر فرمایا لکھتے ہیں:

اچھی طرح جان اور آگاہ رہ کہ ہمارا اور تمھارا بلکہ تمام جہانوں کا آسمان ہو یا زمین، علیین (ملائکہ) ہوں یا سفلین (حیوانات) سب کا پرور دگار ایک ہے اور بے کیف وبے مثل ہے۔ وہ شبہ، مانند، اور شکل ومثال سے پاک ومنزہ ہے کسی کا باپ ہونا یا فرزند ہونا اس ذات کے لیے محال ہے مخلوق کے ساتھ اتحاد یا اس مین حلول اس ذات سبحانہ کی شان کے لیے عیب اور نقص ہے وہ زمانہ میں نہیں کیونکہ زمانہ اس کی مخلوق ہے اور وہ کسی مکان میں بھی نہیں کیونکہ مکان بھی اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اس کے وجود کا آغاز نہیں اور اس کی نہایت نہیں جو بھی خیر وکمال ہے اسی ذات سبحانہ کے لیے حاصل ہے اور جو بھی نقص وزوال ہے وہ اس سے بلند ذات ہے پس مستحق عبادت اور لائق پرستش وہی سبحانہ تعالی ہے۔ رام اور کرشن اور ان کی مانند ہندووں کے دیگر معبود، سب ادنی مخلوق ہیں اور انہیں ماں باپ نے جنا ہے رام جسرت کا بیٹا، لچھمن کا بھائی اور سیتا کا شوہر ہے جب رام اپنی بیوی کی نگہداشت نہ کر سکا (بلکہ راون اسے چھین کر لے گیا) تو وہ دوسرے کی کیا مدد کرے گا۔ عقل و فہم سے کام لینا چاہیے ان کی تقلید نہیں کرنی چاہیے۔ ہزاروں درجے شرم وعار کی بات ہے کہ کوئی تمام جہانوں کے پروردگار کو رام یا کرشن کے نام سے یاد کرے یہ تو اس طرح ہے کہ کوئی عظیم الشان بادشاہ کو کمترین خاکروب کے نام سے یاد کرے رام

اور رحمن کو ایک خیال کرنا نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے خالق اور مخلوق ایک نہیں ہو سکتے اور بے مثل ذات ممکن کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتی رام اور کرشن کی پیدائش سے قبل پروردگار عالم کو رام و کرشن نہیں کہتے تھے ان کے پیدا ہونے کے بعد کیا ہوا کہ رام اور کرشن کا نام اس ذات سبحانہ پر بولتے ہیں اور رام اور کرشن کی یاد کو پروردگار کی یاد قرار دیتے ہیں حاشا و کلا ثم حاشا و کلا (خدا کی پناہ پھر خدا کی پناہ)۔[14]

یہی توحید خالص کی شرح ہے جس کا حرف حرف قرآن و سنت کے تصور توحید سے عبارت ہے وحدہ لاشریک کی احدیت وصمدیت اور ہر جہت سے بے مثلیت کا اظہار ہی لا الہ کی تفسیر ہے۔ یہی اسلام کا وہ بنیادی سبق اور درس ہے جس کے بارے میں اکبر کے عہد میں تشکیکات وابہام پیدا کر کے فکر مسلم کو پریشان و مضطرب کیا گیا۔ لیکن شیخ مجدد نے اہل اسلام کے قلوب و فکر کا رشتہ پھر ان کی اصل سے جوڑا اور بروقت آگاہ ہو کر دین اسلام کے شجر کو تازگی عطا کر کے سرمایہ ملت کا دفاع کیا۔ اسی طرح اتباع رسول کی اہمیت و ترغیب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

سعادت ابدی اور نجات سرمدی انبیا کرام کی (اللہ کی رحمتیں اور اس کی سلامتی ان سب پر عموماً اور ان سب سے افضل پر خصوصاً نازل ہوتی رہیں) متابعت کے ساتھ وابستہ ہے بالفرض اگر ہزار سال بھی عبادت کی جائے اور ریاضت شاقہ و مجاہدات شدیدہ کو بروئے کار لایا جائے تو بھی ان (انبیائے کرام) کی متابعت کے نور سے منور اور روشن نہ ہوں تو بارگاہ ایزدی میں ان کی قیمت ایک جو کے برابر نہیں۔[15]

واضح ہوا کہ اتباع رسول کے بغیر کسی بھی عمل کی کوئی قدر و قیمت نہیں جس عمل کی بنیاد اسوہ رسول پر ہو گی وہی عمل حقیقی کامیابی اور نجات کا ذریعہ بنے گا۔

۳۔ حضرت میر زا مظہر جان جاناں (م:۱۷۸۰)

جنوبی ایشیا میں نقشبندی قافلہ کے سرخیل حضرت میر زا مظہر جان جاناں، آپ کا سلسلہ اٹھائیس واسطوں سے حضرت محمد بن حنفیہ کے توسط سے حضرت علی سے جا ملتا ہے اس طرح آپ کا تعلق سادات علوی سے ہے۔ آبائے کرام امرا میں سے تھے آپکی دادی محترمہ ایسی صالحہ تھیں کہ ذکر واذکار کے ساتھ مثنوی مولانا روم کا بھی درس دیا کرتی تھیں آپ کے والد میر زا جان اورنگ زیب عالم گیر کے امیر (سرکاری عہدہ دار) تھے اور سلسلہ قادریہ میں شاہ عبد الرحمن کے مرید تھے۔ حضرت میر زا مظہر کی ولادت باسعادت موضع کالا باغ مالوہ میں ہوئی اورنگ زیب عالم گیر نے آپ کا نام جانِ جان رکھا مظہر تخلص تھا عوام میں آپ جانِ جاناں کے نام سے مشہور ہوئے۔[16]

والدِ گرامی نے آپ کی تعلیم و تربیت کے لیے بہت اہتمام کیا ابتدائی عربی، فارسی کی تعلیم حضرت میر زا نے اپنے والد ماجد ہی سے حاصل کی دیگر علوم دینیہ حضرت شیخ محمد عابد سنامی سے حاصل کیے گیارہ برس ان کی خدمت اقدس میں رہے ان ہی سے قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ طریقہ کی اجازت حاصل کی اور ان کے وصال کے بعد مسند ارشاد سنبھالی۔[17]

حضرت میر زا مظہر تقریباً ۳۵ برس مسند رشد وارشاد پر فائز ہو کر طالبانِ حق کی علمی و روحانی تشنگی بجھاتے رہے اس کے لیے آپ کے

مواعظ دروس، ملفوظات، شاعری اور مکتوبات کے ادبیاتِ تصوف میں خاص اہمیت رہی ہے جس کو یارانِ طریقت ہر عہد میں تحفہ جانِ جاناں جان کر مستفید ہوتے رہے ہیں۔ حضرت میرزا کے مکتوبات اس وقت موضوع سخن ہے آپ نے اپنے اسلاف کریمین کی روایات کو جاری رکھتے ہوئے مختلف امور و معاملات پر مکتوبات تحریر فرمائے آپ کے مکتوبات کے اسلوب کے حوالے سے ڈاکٹر خلیق انجم لکھتے ہیں:

آپ نے فارسی مکتوب نگاری میں بھی سادگی کی بنیاد رکھی اور اس کی اصلاح کی غالب نے اردو مکتوب نگاری میں جو اصلاحیں کی تھیں اس کی ابتدا ستر، اسی (۸۰،۷۰) برس پہلے میرزا صاحب نے ہی کی تھی۔[18]

محمد صدیق خان شبلی، حضرت میرزا مظہر کے مکاتیب کے اسالیب اور تعداد واشاعت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''میرزا صاحب نے اپنے احباب اور ارادت مندوں کو جو خطوط لکھے وہ سب کے سب فارسی میں ہیں ان خطوط میں میرزا نے شریعت وطریقت اور سیر وسلوک کے مسائل بہت موثر انداز میں بیان کیے ہیں انداز بیان سادہ اور عام فہم ہے ان خطوط کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں: مقامات مظہری میں حضرت میرزا کے ۳۲ خطوط بھی شامل ہیں، کلمات طیبات میں ۸۸ خطوط ہیں، خطوط کا ایک مجموعہ ڈاکٹر غلام مصطفی خان نے بھی مرتب کیا، ۹۱ خطوط پر مشتمل ایک مجموعہ ڈاکٹر خلیق انجم نے شائع کیا ہے۔ یہ تمام خطوط میرزا صاحب کی زندگی، اور ان کے مسلک ومعمولات پر روشنی ڈالتے ہیں۔''[19]

ایک صوفی باصفا چونکہ بذات خود فکری عملی تزکیہ وتطہیر کے مراحل سے گزرا ہوتا ہے اس لیے اخلاص اس کی فطرت اور تقوی اس کا شعار ہوتا ہے اور پھر جب اخلاص وتقوی کے ظاہری وباطنی ثمرات سے وہ مستفید ہوتا ہے تو اس کا ملی درد اس کو دوسروں کی خیر وفلاح اور اصلاح احوال کی طرف راغب کرتا ہے تاکہ جن اعلی عادات وکیفیات کی وجہ سے وہ مستفید ہو رہا ہے اس سے دیگر بھی ہوں یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کی جملہ صوفیائے کرام صرف معاملات الہی ہی میں اخلاص کا مظاہرہ نہیں کرتے بلکہ مخلوق کے ساتھ بھی ان تمام معاملات کی جہات میں ان کا اخلاص قابل دید ہوتا ہے۔ حضرت میرزا مظہر جان جاناں کے اخلاص کا یہ رنگ ان کے مکتوبات میں بھی نظر آتا ہے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

تقوی وپرہیز گاری اختیار کرو، حضرت محمد مصطفے کی دل وجان سے متابعت کرو اپنے احوال کا کتاب وسنت سے تقابل کرو، اگر موافق ہیں تو قبولیت کے لائق خیال کرو اگر مخالف ہیں تو مردہ خیال سمجھو۔ عقیدہ اہل سنت کا التزام کر کے حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کرو اور علما کی صحبت اختیار کر کے ثواب اخروی حاصل کرو۔[20]

حضرت میرزا مظہر کے مکتوبات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ اپنے عہد کے سیاسی اور سماجی حالات کے نشیب وفراز کی مکمل معرفت رکھتے تھے حالات کی نزاکتوں اور سخت مراحل سے اپنے مریدین کو نبرد آزما ہونا بھی سکھاتے تھے۔ ایک مکتوب میں شہر کے عمومی حالات کے بارے میں لکھتے ہیں:

"عام بیماری اور بد امنی کی وجہ سے شہر کے لوگوں کا جو حال ہے وہ کہاں تک لکھوں خدا اس شہر سے اپنے غضب کو اٹھائے کیونکہ سلطنت میں نظم و نسق نام کی کوئی چیز نہیں رہی۔"(21)

تربیت نفس کے لیے ایسے جملوں سے نصیحت فرماتے کہ اس سے ہر طرح کے معاملات کی اصلاح کے پہلو نظر آتے ہیں:

"التزام شریعت اور اشغال طریقت میں مقید رہو اور خاکساری و بے نفسی کے ساتھ خلقت سے معاملہ رکھو نفس کا کمال اس کی نیستی (فنا) میں ہے اور ہستی (بقا) اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مسلم ہے۔ فقرا و علما کی صحبت اختیار کرو۔ مکروہات زمانہ پر صبر کرو کہ دنیا مومنوں کا قید خانہ ہے اور راحت کا وعدہ بشرط سلامت ایمان آخرت میں ہے اللہ تعالیٰ کی کم یا زیادہ نعمتوں پر شکر کو واجب جانو، بد خلقی سے پیروں کو بدنام نہ کرو، اگر کوئی اس طریقہ کی طرف آئے تو اس کی خدمت کرو اور اس سے خدمت نہ چاہو اگر وہ اپنے غلبہ محبت سے کچھ خدمت کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور جہاں رہو ہر حال میں اللہ کی طرف متوجہ اور شریعت پر قائم رہو اور پیران طریقت کی صحبت میں پکے رہو۔"(22)

اللہ کی طرف ہر حال میں متوجہ رہنا، احکامات الہیہ پر کاربند رہنا اس کی تلقین کرنا صبر ، شکر اور بے لوث خدمت کی طرف راغب کر کے اخلاق حسنہ کا پیکر بنانے کی سعی کی، صالحین کی صحبت میں رہنے کا حکم، وکونوا مع الصادقین، کے حکم پر عمل نظر آتا ہے۔ حضرت میرزا مظہر کے مکتوبات عموماً انہی خصوصیات سے مزین نظر آتے ہیں۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی(م:۱۸۱۰)

ان کا نسب حضرت عثمان بن عفان سے جاملتا ہے آپ پانی پت (مشرقی پنجاب ہندوستان) میں ۱۷۳۰ میں پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور پھر علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل میں مشغول ہو گئے اس سلسلے میں دہلی آئے جہاں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م:۱۷۶۲) سے حدیث سماعت کی پھر حافظ محمد عابد سنامی (م:۱۷۴۷) سے طریقہ نقشبندیہ میں اجازت حاصل کی ان کی وفات کے بعد حضرت میرزامظہر جان جاناں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بھی علم طریقت حاصل کیا۔ میرزامظہر ان کے جوہر سے بہت متاثر ہوئے اور ان کو علم الھدیٰ کا لقب دیا۔ میرزامظہر نے ان کے بارے میں ایک بار یہ بھی فرمایا: اگر اللہ نے روز حشر مجھ سے پوچھا کہ ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو تو عرض کروں گا کہ ثناءاللہ پانی پت لایا ہوں۔(23)

جمیع صوفیائے کرام کی یہ روایت رہی ہے کہ وہ مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہونے سے قبل مکمل علوم دینیہ اور مروجہ معاملات کی معرفت حاصل کرتے تاکہ اصلاح احوال کا فریضہ ادا کرتے وقت ہر امر ان کے سامنے واضح رہے حضرت قاضی صاحب کے تجر علمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ علوم دینیہ میں آپ کے اساتذہ میں حضرت شاہ ولی اللہ جیسی نابغہ ہستی شامل ہے جبکہ اسرار طریقت اور امور تزکیہ میں شیخ عابد سنامی اور حضرت میرزامظہر سے اکتساب فیض کیا سماجی لحاظ سے آپ منصب قضا پر فائز تھے حضرت شاہ عبدالعزیز نے آپ کو بیہقی وقت کا خطاب دیا۔(24)

آپ کی شہرہ آفاق تفسیر جس کو آپ نے میر زامظہر کے نام معنون کیاہے بارے میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی لکھتے ہیں:

"یہ تفسیر قدمائے مفسرین کے اقوال اور تاویلات جدیدہ کی جامع ہے جو ان کے لطیفہ روحانی پر مبدا فیاض سے انڈیلے گئے ہیں[25] متاخرین صوفیائے کرام میں سے حضرت قاضی صاحب کے تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف کے حوالے سے ذوق، جن کا عکس ان کی تحریرات سے ظاہر ہوتا ہے کو دیکھ کر اس بات میں تامل نہیں رہتا کہ صوفیاء کے ہاں مبادیات دینیہ سے معرفت اور تمسک کا کس قدر اہتمام تھا۔"

حضرت قاضی صاحب نے اپنی سماجی مصروفیات اور عہدہ قضاپر ہونے کے باوجود بے شمار تصانیف کو بطور یادگار چھوڑاہے ان کے علاوہ آپ کے مکتوبات جو نہ صرف آپ کے عہد کے عمومی حالات کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ حالات حاضرہ سے آپ کی مکمل واقفیت بھی واضح کرتے ہیں اپنے ایک مکتوب جو میر زامظہر کے نام لکھا فرماتے ہیں:

"فقیر اپنے اہل وعیال سمیت بخیر وعافیت ہے، لیکن کفار کے غلبے سے سخت پریشان ہے۔ عہد سابق میں کافی عرصے سے ہندوستان میں اسلام کمزور چلا آرہاہے کافی دیر تک رافضیوں کی وکالت (نجف خان کی وزارت مراد ہے) اور کافر سکھوں کے حملے کی تشویش رہی تقریبا دس سال سے مرہٹوں کا تسلط ہے گو دنیوی اعتبار سے چنداں تکلیف نہیں ہے، مگر رسوم کفریہ کے غلبے اور اہل اسلام کی مغلوبیت درویشوں کو پریشان رکھتی ہے۔ بادشاہ اسلام اور مسلمانوں کے لشکر جہاد کی توفیق نہیں رکھتے۔"[26]

مکتوب کا اسلوب حضرت قاضی صاحب کی اسلام اور اہل اسلام کی حالت زار کے حوالے سے دردمندی کا بیانیہ ہے بالخصوص یہ جملہ کہ ،رسوم کفریہ کے غلبے اور اہل اسلام کی مغلوبیت درویشوں کو پریشان رکھتی ہے، سے اس خطے میں بزرگان نقشبندیہ کی مساعی کی مقصدیت کو واضح کررہاہے کہ ان کی ہر جہت سے جدوجہد کا نصب العین شوکت اسلام کا اظہار اور دعوت دین کا فروغ ہی تھا۔

حضرت قاضی صاحب کی علمی، تصنیفی، دعوتی اور دیگر امور میں فعالیت سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ حجرہ نشین نہیں تھے بلکہ اپنے عہد کے عرف پر بھی آپ کی گہری نظر تھی جس کا اظہار آپ کی جملہ تصنیفات اور مکتوبات سے واضح ہے فکری مغالطوں یا کسی معاملہ پر افراط و تفریط کے خاتمے اور راہ اعتدال اپنانے کے حوالے سے حضرت قاضی صاحب اصلاح فکر واخلاق پر مبنی اپنی تالیف، ارشادالطالبین، میں اس کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لوگوں کی آرامیں بہت اختلافات ہیں کچھ لوگ سرے سے ولایت کے ہی منکر ہیں کچھ کہتے ہیں کہ اولیاتھے تو سہی مگر ہمارے دور فاسد میں کوئی ولی موجود نہیں کچھ لوگ اولیا کو معصوم، عالم الغیب اور مختار کل مانتے بعض لوگ ایسے افراد کے ہاتھوں پر بیعت کر لیتے ہیں جو ایمان اور کفر میں فرق نہیں کرتے اس لیے میں نے طالبان طریقت کی رہنمائی کے لیے عربی میں ایک کتاب لکھی جسے افادہ عام کے لیے فارسی قالب میں پیش کیاجارہاہے۔"[27]

حضرت قاضی صاحب کے چند مکتوب شاہ نعیم اللہ بہڑائچی، جو حضرت میر زامظہر کے مرید خاص تھے کے نام بھی ہیں شاہ نعیم اللہ بہڑائچی جنھوں نے چالیس روز حضرت قاضی صاحب کی صحبت میں گزارے اس صحبت کے بارے میں فرماتے ہیں:

جب پیر و مرشد (حضرت میر زامظہر) کے مزار مبارک کی تعمیر کے لیے دہلی گیا تو پورے چالیس روز ارشاد پناہی حضرت مولوی ثناءاللہ پانی پتی کی خدمت با برکت میں گزارے، آپ کی محبت و توجہ کی برکت سے علوم ظاہر و باطن اور تازہ تحقیقات و تدقیقات سے مستفیض ہوا[28] شاہ نعیم اللہ بہڑائچی کی تصانیف میں مکاتیب قاضی ثناءاللہ پانی پتی بھی شامل ہے[29]حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی نے اسی (۸۰) برس کی عمر میں وفات پائی۔

۴۔شاہ غلام علی دہلوی(م:۱۸۲۴): حضرت شاہ غلام علی دہلوی ۱۷۴۳ کو مشرقی پنجاب میں امر تسر کے قریبی شہر بٹالہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد شاہ ناصر الدین قادری کے بیعت تھے۔ اپنی تالیفات میں آپ اپنا نام، فقیر عبد اللہ عرف غلام علی، لکھتے تھے آپ کو میر زامظہر جان جاناں کی طرف سے، عضد العرفا، (یعنی عارفوں کے مددگار) کالقب عطاہوا۔ آپ کا اپنے عہد ہی میں اتنا شہرہ ہوا کہ مجدد ی حضرات آپ کو تیرھویں صدی ہجری کا مجدد مانتے ہیں اور آپ کو خاتم الاولیا بھی کہا جاتا ہے۔[30]حفظ قرآن مجید کے بعد حدیث کی سند شیخ عبد العزیز محدث دہلوی سے اور اپنے مرشد حضرت میر زامظہر سے حاصل کی۔ طویل عرصہ تک میر زامظہر کی صحبت حاصل رہی ان کی شہادت کے بعد مسند پر رونق افروز ہوئے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم اسلام کے اکابر آپ کے حلقہ میں داخل ہوئے آپ کے نامور خلیفہ حضرت شیخ خالد کردی کے مریدین کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی اور ہزاروں علمانے ان سے اکتساب فیض کیا۔ اسی طرح حضرت شیخ غلام محی الدین قصوری المعروف دائم حضوری بھی آپ کے خلفا میں سے تھے جن کو، پنجاب کا پیر، کہا جاتا ہے اور حضرت دائم حضوری کے داماد و خلیفہ حضرت خواجہ غلام دستگیر قصوری تھے جنہوں نے سب سے پہلے منکرین ختم نبوت کے خلاف کفر کا فتوی جاری کیا۔[31]

حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے عہد میں انگریزوں کا غلبہ استحکام حاصل کر رہا تھا اور بڑے محسوس و غیر محسوس طریقے سے اس خطے میں عقائد اسلامیہ کو زک پہچانے کی شعوری کوششیں کی جارہی تھیں۔ ان حالات و واقعات میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی نے نہ صرف مسلم فکر و تہذیب کے خلاف اٹھنے والے پروپگنڈہ کا جواب دیا بلکہ سلسلہ مجددیہ پر اپنوں کی طرف سے لگائے گئے اعتراضات کا بھی بھرپور جواب دیا۔ تصانیف، ملفوظات اور مکتوبات کے علاوہ آپ کا عظیم کارنامہ ایسے رجال کار تیار کرنا ہے جنہوں نے آگے چل کر نہ صرف اس خطے بلکہ اطراف واکناف میں احقاق حق کا فریضہ ادا کیا ان میں نمایاں نام شیخ خالد کردی، شیخ غلام محی الدین قصوری، شاہ روف احمد مجددی اور شاہ ابو سعید کے ہیں جن کے کارہائے نمایاں سے حضرت شاہ غلام علی دہلوی کا اسلوب تربیت واضح ہوتا ہے۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے مکتوبات، مکاتیب شریفہ کے نام سے موسوم ہیں۔ آپ کے ۱۲۵ مکاتیب کا مجموعہ آپ کے خلیفہ شاہ روف احمد رافت مجددی نے جمع کیا۔ یہ مجموعہ مکاتیب ۱۲۳۱ھ میں مرتب ہوا تاریخی نام، مظہر عجائب، سے اس کا سال ترتیب

بر آمد ہوتا ہے۔ یہ مکاتیب زیادہ تر آپ نے اپنے خلفا کے نام تحریر فرمائے جن میں سب سے زیادہ ۵۳ مکاتیب آپ کے خلیفہ شاہ احمد سعید کے نام ہیں، ابو سعید مجددی کے نام ۱۹ مکاتیب ہیں، شاہ روف احمد کے نام ۲۳ مکاتیب ہیں اور تین مکاتیب شیخ خالد کردی کے نام ہیں چند ایک دیگر لوگوں کے نام بھی ہیں۔(32)

آپ کے کچھ مکاتیب شاہ نعیم اللہ بہڑائچی کے حوالے سے ہیں ایک ان کے بیٹے کی رحلت پر تعزیت کے حوالے سے ہے جبکہ دو ان کے وصال پر لکھے ایک ان کی زوجہ کے نام جبکہ دوسرا ان کے رفقا کے نام تحریر فرمایا ان کی زوجہ کے نام مکتوب کا اسلوب ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

"واقعہ ناگزیر رحلت حضرت مولوی (نعیم اللہ) نے دل کو مغموم و متاسف کیا افسوس کہ دنیا ان جیسے بزرگوں سے خالی ہوتی جارہی ہے اعزہ واحباب کو جمع کر کے مزار مبارکہ کے پاس حضرت مولوی مرحوم کے لیے ختم قرآن مجید کیا گیا حق یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف (اپنے کمالات و خصائص کی بدولت) زندہ ہیں کہ بہت سے خلفا اور اصحاب نیک چھوڑ کر گئے ہیں جن سے ان کا فیض جاری ہے صبر کا راستہ اختیار کریں اور مولوی صاحب کے اصحاب کے ساتھ شفقت کا معاملہ فرمائیں۔ اوقات عزیز کو ذکر، مراقبہ، تلاوت، درود اور استغفار میں مشغول رکھیں۔"(33)

جانے والوں کے لیے کلمات خیر کہنا، ان کی نیکیوں کا ذکر، لواحقین کو رضائے الٰہی پر صبر کی تلقین، معتقدین کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت اور اوراد و وظائف پر کاربند رہنے کی فکر راسخ کرنا، صوفیائے کرام کے بنیادی نصائح میں سے رہا ہے جس کا اظہار حضرت شاہ غلام علی دہلوی اپنے اس مکتوب میں کر رہے ہیں اس موضوع پر دوسرا مکتوب جو شیخ نعیم اللہ بہڑائچی کے رفقا کے نام لکھا اس میں مزید ان جملوں کے ساتھ تلقین کرتے ہیں کہ: "تقدیر الٰہیہ پر صبر کے سوا چارہ نہیں آپ کو لازم ہے کہ صبر اختیار کریں حضرت مولوی صاحب (نعیم اللہ) کی ذات والا صفات تھی کہ طریقہ شریفہ کو رواج دیتے تھے اور اس خانان عالی کے فیض و برکات کی اشاعت فرماتے تھے وہ عازم جنت ہوئے، رضینا باللہ یفعل مایشاء ویحکم مایرید"(34)

کتنا ہی خوبصورت جملہ ہے، رضینا باللہ، (ہم اللہ کے ساتھ راضی ہیں) اس طرح کی اصطلاح ذخیرہ کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں اپنے مکتوب میں نبوی اصطلاحات کا استعمال یہ امر واضح کرتا ہے کہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی اور آپ جیسے دیگر صالحین کی فکری اساس کیا تھی اور اصلاح فکر و عمل کے لیے ان کے ملفوظات، تصنیفات اور مکتوبات کا منبع و مرجع کیا تھا۔

خلاصہ: جنوبی ایشیا میں جہاں دنیا کی مسلم آبادی کا تقریبا نصف رہتا ہے یعنی ایک محتاط اندازے کے مطابق پچاس کروڑ سے زائد مسلمان یہاں بستے ہیں مسلمانوں میں باوجود فقہی، مسلکی اور سماجی تنوع کے آج جس قدر بھی اسلامی فکر و تہذیب کے رنگ نظر آتے ہیں وہ انھی اکابر صوفیاء کی مخلصانہ، مدبرانہ اور مجاہدانہ ریاضتوں کا ثمر ہے۔ بالخصوص پندرہویں صدی عیسوی کے بعد جب مختلف الخیال حکمران مسند اقتدار پر فائز ہوئے اور دین اسلام کے حوالے سے انھوں نے اپنے طور پر، تجربات کرنے کی کوشش کی تو سلسلہ نقش بندیہ کے یہی

اکابرین دین اسلام کو اس کی اصلی اور خالص حالت میں رکھنے کی پاداش میں ہر سختی کو برداشت کر گئے۔ نامساعد حالات کے باوجود انھوں نے اسلامی اقدار کے تحفظ، دفاع اور فروغ میں ہر جہت میں فعال کردار ادا کیا۔ جنوبی ایشیا میں سلسلہ نقش بندیہ کے موسس اعلی حضرت شیخ محمد باقی باللہ دہلوی تھے جب کہ اس سلسلہ کے مبلغ اعظم آپ کے خلیفہ شیخ احمد سرہندی تھے جن کی مجتہدانہ بصیرت کی وجہ سے اس سلسلہ کو شہرہ آفاق مقبولیت حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ احمد سرہندی کے بعد اس سلسلہ کے دیگر اکابرین، حضرت میرزامظہر جان جاناں، قاضی ثناءاللہ پانی پتی اور شاہ غلام علی دہلوی اس سلسلہ کے وہ روشن مینار ہیں کہ جن کے نفوس کرم سے اس سلسلہ کے فیوض چہار دانگ عالم میں پھیلا۔ مذکورہ بالا نقش بندی اکابرین نے اپنے عہد کے تقاضوں کے مطابق تزکیہ و اصلاح کے لیے مکتوبات کی روایت کو توانا کیا اور مختلف امور پر مختلف الخیال افراد کو ان کے حسب حال مکتوبات تحریر کیے جس سے ان کا فکری رسوخ، انداز تربیت، معاملہ فہمی، وعظ و تلقین کا اسلوب، عصری حالات سے آگہی اور مکتوب الیہ سے تعلق کی جہات کا ابلاغ ہوتا ہے۔ ان کے مکتوبات سے نہ صرف اس عہد میں ذہن سازی، کردار سازی تمسک بالخیر اور دفع شر کا فریضہ ادا کیا بلکہ صدیوں سے ان اکابرین نقش بند کے مکتوبات اصلاح فکر و عمل اور تشکیکات کے خاتمہ کے لیے مجرب نسخہ ہیں۔ اہل علم و بصیرت نے ان مکتوبات کی افادیت کے پیش نظر مختلف زبانوں میں ان کے تراجم و شروح کیں، حلقوں میں دروس دیئے اور ان میں موجود حقائق سے نہ صرف وابستگان سلسلہ کی فکری آبیاری ہوئی بلکہ عام استفادہ کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

حوالہ جات:

1. ۔ **النمل**۱۷

[1] Al-Quran(Alnamal):27/28

2. ۔ **اردو دائرہ معارف اسلامیہ**، دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۸۷، جلد ۲۱ ص ۴۷۔۴۸

[2] Urdu Daira Maarif-e- Islamia(Lahore,Danish Gah Punjab,1987),V:21,47

3. ۔ خان، ڈاکٹر غلام مصطفی، **باقیات باقی**، ایجوکیشنل بکس کراچی س۔ن ص ۲۰

[3] Khan, Dr. Ghulam Mustafa, Baqiyat-e-Baqi (Karachi,Educational Books,Publishing year not found),20

4. ۔ کشمیری، خواجہ محمد ہاشم، **زبدۃ المقامات**، مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ، ص ۴۱

[4] Kashmi Khawaja Muhammad Hashim,Zubda-tul-Muqamat (Sialkot,Maktba Numania,1407 H),41

5. ۔ مجددی، محمد اقبال، **تذکرہ علماو مشائخ پاکستان وہند** پروگریسو بکس لاہور ۲۰۱۳ (محمد اقبال مجددی نے حضرت خواجہ کے ۸۱ خلفا کی فہرست دی ہے)

[5]Mujaddidi Muhammad Iqbal,Tazkira Ulama-o-Mashaikh Pakistan wa Hind(Lahore,Progressive Books,2013),Vol:2,707

6. ۔ محمد اکرام، شیخ، **رود کوثر**، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور، ص ۲۰۶

[6] Muhammad Ikram Sheikh,Rud-e-Kausar(Lahore,Idara Saqafat-e-Islamia).206

7. ۔ دہلوی، خواجہ محمد باقی باللہ، **مکتوبات شریف**، اللہ والوں کی قومی دکان لاہور، س۔ن رقعہ نمبر ۲۲، ص، ۱۱۲

[7]Dehalvi Khawaja Muhammad Baqi Billah,Maktubat Sharif(Lahore, Allah Walon ki Qaumi Dukan)Letter No. 22,112

8. ۔ایضاً۱۱۶

[8] Ibid,116

9. ۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، **مقالہ، شیخ احمد سرہندی**، جلد ۲، ص ۱۲۶۔۱۲۷

[9] Urdu Daira Maarif-e- Islamia,Thesis Sheikh Ahmad Sarhindi(Lahore,Danish Gah Punjab,1987),V:2,126

10. ۔ایضاً

[10] Ibid

11. ۔ایضاً، ص ۱۲۹

[11] Ibid,P:129

12. ۔سرہندی، شیخ احمد، **مکتوبات امام ربانی**، مترجم مولانا سعید احمد نقشبندی، پروگریسو بکس لاہور ۲۰۰۶ ج ا ص ۲۱

[12] Sarhindi Sjaikh Ahmed Maktubat-e-Imam Rabbani Translator Maulana Saeed Ahmad Naqashbandi, (Lahore,Progressive Books,2006)Vol:1p,21

13. ۔ایضا، مکتوب ۱۶۷، ص ۳۴۷۔

[13] Ibid,Letter No.167,P:347

14. ۔ایضا، مکتوب ۱۹۱، ص ۳۷۸۔

[14] Ibid,Letter No.191,P:378

15. ۔توکلی، نور بخش، **تذکرہ مشائخ نقشبندیہ**، نوری بک ڈپو لاہور ۱۹۷۶، ص ۲۸۲

[15] Tawakkuli Noor Bakhash, Tazkira Mashaikh-e-Naqashbandiya(Lahore,Noori Book Depot,1976),282

16. ۔ایضاً

[16] Ibid

17. ۔انجم خلیق (مترجم)، **مرزا مظہر جان جاناں کے خطوط**،، مکی دار الکتب لاہور ۱۹۹۷، ص ۸۱۔۸۲

[17] Anjum Khaleeq Translator Meerza Mazhar Jaan-e-Jaana kay Khatut(Lahore,Makki Dar-ul-kutub,1997),81

18. ۔ شبلی، محمد صدیق خان، مقالہ، **مرزا مظہر جان جاناں، اٹھارویں صدی عیسوی میں برصغیر میں اسلامی فکر کے رہنما**، مرتب خالد مسعود، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ۲۰۰۸ ص ۱۵۷

[18] Shibli Muhammad Siddiq Khan,Thesis:Meerza Mazhar Jaan-e-Jaanan eighteenth century min Subcontinent min Islami Fikar kay Rahnuma(IslamAbad,International Islamic University,Idara Tahqiqaat-e-Islami,2008),157

19. ۔دہلوی، شاہ غلام علی، **مقامات مظہری**، دہلی، ۱۲۶۹ھ ص ۴۳، مزید دیکھیے مقدمہ مقامات مظہری از محمد اقبال مجددی

[19] Muhammad Iqbal Mujaddidi,Translator Muqamaat-e-Mazhari,(Lahore,urdu science board,2001),43

20. ۔انجم خلیق، **مرزا مظہر جان جاناں کے خطوط**، دہلی ۱۹۶۲، ص ۲۱۴

20 Anjum Khaleeq Translator Meerza Mazhar Jaan-e-Jaana kay Khatut(Lahore,Makki Dar-ul-kutub,1997),214

21. بہڑائچی، شیخ نعیم اللہ، **معمولات مظہریہ**، مترجم حکیم رحیم الدین احمد طرب دہلوی پروگریسو بکس لاہور ۲۰۱۸، ص ۲۲۰

[21] Hakeem Raheem uddin Ahmad Tarab Dehalvi,Translator Mamulaat-e-Mazharia by Sheikh Hakeem Naeemullah Behraichi(Lahore, Progressive Books,2018),220

22. ۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج٦ص ١٠٣٢۔١٠٣٣

[22] Urdu Daira Maarif-e- Islamia(Lahore,Danish Gah Punjab,1987),V:06,1032

23. ۔ایضاً

[23] Ibid

24. ۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج٦ص ١٠٣٢۔١٠٣٣

[24] Urdu Daira Maarif-e- Islamia(Lahore,Danish Gah Punjab,1987),V:06,1033

25. ۔خان، ڈاکٹر غلام مصطفی، لوائح خانقاہ مظہریہ، حیدر آباد سندھ ١٩٧٥ص ٢٤٧

[25] Khan Dr. Ghulam Mustafa, Lawaih Khanqah-e-Mazhariya (Haiderabad,University of Sindh , 1972)247

26. ۔پانی پتی، قاضی ثنا اللہ، ارشاد الطالبین لاہور س۔ن ص٦۔٧

[26]Pani Pati Qazi Sanaullah, Irshad-ut-Talibeen(Lahore,Hakim Abdul Majid,Baidan Road,1376 H),6

27. بہڑائچی، شیخ نعیم اللہ، **معمولات مظہریہ**، مترجم حکیم رحیم الدین احمد طرب دہلوی پروگریسو بکس لاہور ٢٠١٨، ص ٢٢٠

[27]Hakeem Raheem uddin Ahmad Tarab Dehalvi,Translator Mamulaat-e-Mazharia by Sheikh Hakeem Naeemullah Behraichi(Lahore, Progressive Books,2018),7

28. ۔ایضاً، ص١٦

[28] Ibid,16

29. ۔قصوری، غلام محی الدین، **ملفوظات شریفہ**، مکتبہ نبویہ ١٩٧٨ص ١٧(مزید دیکھیے در المعارف، ملفوظات شاہ غلام علی دہلوی، مرتبہ: شاروف احمد رافت مجددی۔)

[29] Qasoori Maulana Ghulam Muhyuddin, Malfuzat-e-Sharifa(Lahore,Maktaba Nabviyya,1978)،17

30. ۔دہلوی، شاہ غلام علی، **ایضاح طریقہ**، مترجم مولانا منظور احمد خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ میانوالی ٢٠١١ص، ٢

[30] Maulana Manzur Ahmad Translator Iezaah-ul-tariqa by Shah Ghulam Ali Dehalvi,(Mian Wali,Khanqah-e-Sirajia Naqashbandiya,2011),2

31. ۔ایضاً، ص16

[31]Ibid,16

32. ۔مجددی محمد اقبال **مقدمہ معمولات مظہریہ**، اردو سائنس بورڈ لاہور ص٢٦۔٢٧

[32] Mujaddidi Muhammad Iqbal,Translator Muqamaat-e-Mazhari, (Lahore,urdu science board,2001),26

33. ۔ایضاً، ص٢٨

[33] Ibid,28

34. ۔ایضاً

[34] Ibid

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.